سیرت پاکؐ:
کاروبار مملکت کے لیے راہ نما

شاہ معین الدین ہاشمی

پاکستان کے حصول کا مقصد نہ تو ایک جغرافیائی خطہ تھا اور نہ ہی لسانی و نسلی بنیادیں اس کے لیے قوت محرکہ تھیں' بلکہ اس کا حصول اسی مقصد کے لیے ہوا جس کے لیے عہد نبویؐ میں اسلامی ریاست قائم کی گئی تھی۔ چنانچہ پاکستان کے استحکام کے لیے کوئی طریقہ اس کے علاوہ نہیں کہ اسے **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کی بنیاد پر استوار کیا جائے۔ جس کلمہ طیبہ کو تصور پاکستان سے قیام پاکستان تک بنیاد سمجھا گیا' اس سے انحراف' عدم استحکام ہے اور اسی سے وابستگی استحکام پاکستان کی واحد صورت ہے۔ اس کے لیے بہترین رہنمائی سیرت طیبہؐ سے حاصل ہو سکتی ہے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

رسولؐ اللہ نے انتہائی نامساعد حالات میں ایک مملکت کی بنیاد رکھی اور پھر انتہائی قلیل عرصے میں اس مملکت کو معاشرتی' اقتصادی' اخلاقی اور دفاعی استحکام بھی عطا کیا۔ آیندہ صفحات میں ان مثالوں سے استحکام پاکستان کے لیے رہنمائی کی صورتیں متعین کی جائیں گی۔

صحت مند معاشرے کا قیام: کوئی ملک اس وقت تک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا جب تک وہاں ایک اچھے اور درست سمت چلنے والے یعنی صحت مند معاشرے کے قیام کو ممکن نہ بنایا جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسے معاشرے سے واسطہ پڑا تھا جہاں مادہ پرستی اپنے عروج پر تھی۔ معاشی ترقی کے حصول' سیاسی اقتدار اور ظاہری عزوجاہ کی خاطر لوگ کچھ بھی کرنے کو تیار رہتے تھے۔ عہد حاضر کے معاشرے میں بھی یہ جاہلی اقدار کسی حد تک اس معاشرے کی طرح رائج ہیں۔ رسول اکرمؐ کی سیرت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے معاشرے کو درست سمت پر چلانے کے لیے خصوصی کوششیں کیں۔

اخلاقی تعلیم و تربیت: معاشرے میں نافذ کی جانے والی اصلاحات' خواہ ان کا تعلق سیاست و معیشت سے ہو یا وہ کسی اور پہلو سے متعلق ہوں' اس وقت تک نافذ نہیں کی جا سکتیں جب تک معاشرے سے اخلاقی برائیوں کا خاتمہ نہ کر دیا جائے۔ قانون کتنا ہی سخت کیوں نہ ہو اور قانون نافذ کرنے والے ادارے کتنے ہی مستعد کیوں نہ ہوں' لوگ اس وقت تک نہیں سدھرتے جب تک ان میں ایمانی جذبہ بیدار کر کے مادہ پرستی کے رجحان کو کمزور نہ کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک ایسے معاشرے میں ہوئی جس کی حالت ہر اعتبار سے ابتر تھی۔ آپؐ نے مکی اور مدنی زندگی اور پھر مدنی زندگی میں اخلاقی صحت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ اس بات پر آپؐ کا زیادہ زور تھا کہ افراد کی ذہنی و اخلاقی تربیت ہو اور قانون و ریاست کی کم سے کم مداخلت کے ساتھ بھی وہ صحیح راستے پر چلیں۔(۱) آپؐ کی مساعی کا رخ یہ تھا کہ اولاً لوگوں میں ایمانی حمیت بیدار کی جائے اور مادہ پرستی کے رجحانات کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ پھر باہمی ہمدردی' احسان و ایثار' شجاعت و بہادری' صبر و استقلال' حلم و بردباری' عفو و درگزر' سخاوت و فیاضی' حسن خلق اور صدق و حیا جیسی صفات پیدا کی جائیں۔ لوگوں کا رخ ایسی تعلیمات کی طرف موڑا جائے جس سے یہ صفات ان میں بدرجہ اتم پیدا ہو جائیں۔(۲)

مذہبی' لسانی اور علاقائی تعصبات و تفرقے ایسے عفریت ہیں جن کے سامنے حکومت عاجز آتی جا رہی ہے۔ رسولؐ اللہ نے قوم پرستی اور نسل پرستی کو مٹا کر آفاقیت کا درس دیا۔ آپؐ نے فرمایا: "ساری مخلوق اللہ کے کنبے کی طرح ہے"۔(۳) آپؐ نے عصبیت پر جان دینے' عصبیت کی طرف بلانے اور عصبیت پر جنگ کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں۔(۴) آپؐ نے مومن کی جان' مال اور عزت کی حرمت قائم فرمائی ہے۔(۵)

تعلیم و تربیت کی طرف حضور اکرمؐ کی توجہ کا یہ عالم تھا کہ آپؐ نے حکومت کی تمام مشینری کا تعلق دیگر امور کے علاوہ براہ راست تعلیم و تبلیغ اور تزکیہ و تربیت پر توجہ دینے کے لیے جوڑ رکھا تھا۔ اسلامی ریاست کے مقرر کردہ تمام گورنر' عمال' سفیر' مفتیان و آئمہ سب کے سب عوام کی تعلیم و تربیت کے برابر ذمہ دار تھے اور اس کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے۔(۶)

۱- حکومت کو چاہیے کہ عوام کی اخلاقی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دے۔ اس سلسلے میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے بہت کام لیا جا سکتا ہے۔

۲- ٹیلی وژن' ریڈیو اور اخبارات سے ایسے پروگراموں کو ختم کیا جائے جن سے قوم کے اخلاق پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا پر ایسے پروگرام ترتیب دیے جائیں جن سے اسلامی اخلاق لوگوں میں پروان چڑھیں اور ان کے دل و دماغ میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ جملہ سعادتوں اور ترقیوں کی ضمانت اللہ اور

رسول اللہ کی پیروی میں مضمر ہے۔ اخبارات اور رسائل و جرائد کو بھی اس سوچ کو عام کر کے صحافتی ذمہ داریوں اور تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔

حقوق و فرائض کا صحیح تعین: جس قوم کو بنیادی حقوق حاصل نہ ہوں اور ان کے فرائض کا صحیح تعین نہ کیا گیا ہو، وہ قوم کسی میدان میں مستحکم نہیں ہو سکتی۔ بنیادی ضروریات زندگی، جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت اور دیگر سیاسی و سماجی حقوق فراہم کرنا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔ عہد نبویؐ کی اسلامی ریاست میں اس قسم کے تمام حقوق مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کو بھی حاصل تھے۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی حکومت میں بہت کم احتجاجی تحریکیں اٹھیں۔ معاشرے کے اکثر افراد کو حقوق بلاامتیاز مہیا کیے گئے تھے۔ چنانچہ معاشرے میں امن و سکون کا دور دورہ تھا۔(۷)

بعض حقوق و فرائض ایسے ہوتے ہیں جو قومی یا علاقائی نوعیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اگر ان کی طرف صحیح توجہ نہ دی جائے تو بھی ملک میں داخلی عدم استحکام کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور ملکی ترقی کی راہیں مسدود ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اس ضمن میں رسول اکرمؐ نے ابتدا ہی سے خصوصی توجہ فرمائی۔ چنانچہ اسلامی ریاست کی بنیاد رکھتے ہی مختلف قبائل کے درمیان حقوق و فرائض کا صحیح تعین فرمایا۔(۸)

۱- حکومت کو چاہیے کہ حقوق کی فراہمی میں امتیازی سلوک کا خاتمہ کرے تاکہ معاشرے کے کمزور افراد محروم نہ رہیں اور کسی طبقے کا استحصال نہ ہونے پائے۔ اجرتوں کا صحیح تعین کیا جائے تاکہ مزدور اور عام طبقہ متاثر نہ ہو کیونکہ اس طرح کی صورت حال میں طبقاتی کش مکش پروان چڑھتی ہے اور لوگ اپنی صلاحیتوں کو بطریق احسن استعمال نہیں کر سکتے۔

۲- پاکستان میں موجودہ بعض قبائل کے درمیان بعض تنازعات صرف اس وجہ سے ہیں کہ ان کی حدود کا تعین موجود نہیں۔ اس ضمن میں حکومت کو چاہیے کہ صحیح علاقائی تقسیم کرے اور ظالمانہ قبضے ختم کرائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل کے درمیان علاقائی تنازعات کو ختم کیا اور ظالمانہ قبضوں کے خاتمے کے لیے نہایت اہم کردار ادا کیا۔(۹)

۳- پاکستان میں بسنے والے تمام قبائل و اقوام کے حقوق کا صحیح اور عادلانہ تعین کیا جائے، مثلاً ملازمتوں میں کوٹہ سسٹم اور دیگر حقوق کے صحیح تعین نہ ہونے کی وجہ سے سندھی، پنجابی اور مہاجر عصبیتوں کا مسئلہ سنگین نوعیت اختیار کرتا جا رہا ہے اور داخلی امن و استحکام بھی متاثر ہو رہا ہے۔

۴- بین الصوبائی انتظامی محکموں کے اختیارات و فرائض کا صحیح تعین کیا جائے۔ صوبوں کے حقوق کی عادلانہ تقسیم کی جائے، مثلاً پانی اور بجلی کی رائلٹی اور اس جیسے کئی دیگر مسائل ایسے ہیں جن کی وجہ سے بین الصوبائی تعصب اور سیاسی عدم استحکام کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

عدل و انصاف کی بلا امتیاز فراہمی: جس معاشرے میں انصاف کے حصول میں سیاسی و انتظامی مداخلت عام ہو، رشوت و سفارش سے فیصلے تبدیل کیے جا سکتے ہوں اور کمزور کے حقوق کو دبایا جا سکتا ہو، وہاں پر امن و آشتی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔(۱۰) مساویانہ عدل کی فراہمی حکومت کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ مساویانہ انصاف کی فراہمی کے سلسلے میں اسلام نہایت تاکید کے ساتھ تلقین کرتا ہے۔(۱۱) حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کو ایمان باللہ کے بعد سب سے زیادہ قوی فرض قرار دیا گیا ہے۔(۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف رسانی کا انتہائی مستحکم ادارہ قائم فرمایا جس کے تحت ہر بڑے چھوٹے، امیر و غریب اور شاہ و گدا کو عدل کی بنیادوں پر انصاف مہیا کیا جاتا تھا۔ سب کے لیے ایک قانون رکھا گیا تھا۔ قاضی کی عدالت میں بادشاہ پر بھی مقدمہ دائر ہو سکتا تھا۔ اس کی مثال خود نبیؐ نے قائم فرمائی۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنی آخری عمر میں آپؐ نے اعلان فرمایا کہ مجھ پر کسی کا حق ہو تو وہ طلب کر لے اور جس کسی کو مجھ سے تکلیف پہنچی ہو، وہ مجھ سے انتقام لے لے۔(۱۳)

یہی وہ مساویانہ عدل و انصاف تھا جس کے تحت آگے چل کر خلفاے راشدین اپنے گورنروں اور اعمال کا بلاجھجک احتساب کرتے اور عام لوگ بھی عدالت کے ذریعے ان سے اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکتے تھے۔(۱۴) آپؐ نے انصاف رسانی کو ایک مرکزی ادارے کا درجہ عنایت فرمایا جس میں بلاتفریق انصاف مہیا کیا جاتا تھا۔ چنانچہ لوگوں نے حصول انصاف کے لیے قبیلوں کا سہارا لینا ترک کر کے آپؐ کی طرف رجوع کیا حتیٰ کہ غیر مسلم بھی آپؐ سے بخوشی فیصلے کرانے لگے۔(۱۵) اس طرح عرب میں معاشرتی امن کا دور دورہ ہوا۔

۱- پاکستان میں بلاامتیاز عدل و انصاف کے حصول کو آسان بنایا جائے تاکہ لوگ اپنی قوموں، قبیلوں اور تنظیموں کا سہارا لینا ترک کر دیں۔

۲- پاکستان میں عدلیہ بعض معاملات میں سیاسی نمایندوں اور انتظامیہ کے دباؤ میں ہوتی ہے۔ اس طرح عدلیہ کا صحیح مقصد یعنی مساویانہ انصاف پورا نہیں ہوتا۔(۱۶) لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ عدلیہ کو سیاسی تصرف اور انتظامیہ کے دباؤ سے مکمل طور پر آزاد کرے۔ کسی طاقت ور کو قانون سے بالاتر قرار نہ دیا جائے۔ موجودہ پاکستانی قانون میں صدر، وزیراعظم، وزراے اعلیٰ اور گورنر وغیرہ پر عام آدمی فوجداری مقدمہ دائر نہیں کر سکتا۔(۱۷) ایسے قوانین کو درست کیا جائے۔

۳- ملک میں قرآن و سنت کو سپریم لا کا درجہ دیا جائے۔(۱۸) یہ قانون منظور کیا جائے کہ دستور کی کوئی ایسی پالیسی یا تعبیر معتبر نہ ہو گی جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

۴- ہر سطح کے لیے قرآن و سنت اور پرانے اسلامی فیصلوں کی تدریس کا مناسب بندوبست کیا جائے۔

مقاصد کا واضح تعین اور ان کے حصول میں قومی یک جہتی: جس قوم کے سامنے صحیح اور واضح مقصد نہیں ہوتا، وہ مکمل یک جہتی سے اپنی منزل کی طرف رواں نہیں ہو سکتی اور جلد ہمت ہار جاتی ہے۔ رسولؐ اللہ اور ان کے متبعین کے سامنے اسلامی ریاست کا جو واضح اور صحیح مقصد تھا، وہی ہمارا مقصد بھی ہونا چاہیے۔ پاکستان اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ یہاں اسلامی تہذیب و تمدن کی نشوونما آسانی سے ہو سکے گی اور اسلامی معاشرتی نظام کا قیام ممکن ہو گا اور پھر یہی نظام پوری دنیا میں قائم ہو سکے گا۔ دور حاضر میں پاکستان کی نظریاتی اساس کو بھلایا جا رہا ہے۔ میڈیا اور نصاب تک میں اس نظریاتی اساس کو ختم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ نئی نسل کو ظاہری چمک دمک میں الجھا کر، ان کی حقیقی شناخت کو ان سے چھینا جا رہا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کے مقاصد اور تقاضوں کا بھرپور پرچار کیا جائے۔ ان عقائد و نظریات اور اخلاقی اقدار سے قوم کے ہر طبقے کو ایک مرتبہ پھر متعارف کرایا جائے جو پاکستان کی نظریاتی بنیاد کا درجہ رکھتے ہیں۔

معاشی استحکام: انسان کی اولین ضروریات اس کی معیشت سے شروع ہوتی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی اللہ تعالیٰ نے ان بنیادی ضرورتوں کے متعلق فرمایا: "بلاشبہ تمھارا یہ حق ہے کہ تم یہاں نہ بھوکے رہو گے اور نہ ننگے۔ اور یہ کہ تم نہ پیاسے رہو اور نہ ہی دھوپ کی تپش اٹھاؤ"۔ (۱۹)

قوموں کے استحکام و عدم استحکام میں ان کی معیشت نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ علمی و سائنسی ترقی کے میدان میں بھی وہی قومیں عروج پر پہنچتی ہیں جن کی معیشت مستحکم اور خوشحال ہو وگرنہ بری معیشت انسان کو اپنے اللہ سے بھی دور کر دیتی ہے۔ (۲۰)

اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی رسول اکرمؐ نے انفرادی اور قومی سطح پر معاشی استحکام کے لیے انقلابی اقدامات فرمائے مثلاً:

۱۔ غیر مسلموں کے معاشی تسلط سے آزادی۔

۲۔ تجارتی ترقی کے لیے اقدامات۔

۳۔ زراعتی ترقی کے لیے اقدامات۔

۴۔ کفالت عامہ۔

۱۔ غیر مسلموں کے معاشی تسلط سے آزادی: عہد نبویؐ کی اسلامی ریاست ابتدا میں معاشی پسماندگی کا شکار تھی۔ مہاجرین مکہ کی تجارت منقطع ہو چکی تھی۔ علاوہ ازیں انصار مدینہ پر پہلے سے یہودیوں کی معاشی بالادستی قائم تھی۔ اس طرح ایک طرف تو مشرکین مکہ سے واسطہ تھا تو دوسری طرف یہود

مدینہ سے جو مدینہ کی تجارت پر چھائے ہوئے تھے اور سودی کاروبار کرتے تھے۔(۲۱)

آپؐ نے غیر قوتوں کے معاشی چنگل سے نکلنے کے لیے مدینہ میں اسلامی تجارت کو فروغ دیا۔(۲۲) زرعی پیداوار میں اضافے کا رجحان پیدا کیا اور سودی کاروبار کا خاتمہ کیا۔ علاوہ ازیں مشرکین اور یہود کی تجارتی اجارہ داری کے خاتمے کے لیے تجارتی راستے پر آباد قبائل سے امن معاہدے کیے۔(۲۳) جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جلد ہی مسلمانوں نے اپنا معاشی اعتبار قائم کر لیا اور غیروں کے تسلط سے آزاد ہو گئے۔

موجودہ حالات میں پاکستان غیر مسلموں کے معاشی تسلط کے زیر بار ہے۔ اس کی معیشت قرضوں پر منحصر ہے۔ معاشی استحکام کے لیے ضروری ہے کہ قرضوں سے نجات حاصل کی جائے' غیر ضروری اخراجات اور شاہی عیاشیوں سے پرہیز کیا جائے۔ پڑوسی ممالک کے ساتھ مضبوط تجارتی تعلقات قائم کیے جائیں۔ حکومت کو چاہیے کہ اسلامی معاشی بلاک اور اسلامک بنک کے قیام کے لیے خصوصی کوششیں کرے۔

تجارتی استحکام: معاشی ترقی و استحکام کے لیے تجارت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ معیشت کے اس اہم شعبے کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے بلکہ اس کو اپنا فضل قرار دیا ہے۔(۲۴) عہد نبویؐ میں' اسلامی ریاست کے قیام کے وقت مسلمان تاجروں کی ہجرت کی وجہ سے' ان کی تجارت منقطع ہو گئی تھی۔ دوسری طرف انصار مدینہ زیادہ تر زراعت کے پیشے سے منسلک تھے۔(۲۵) نبی اکرمؐ نے مسلمانوں میں تجارت کے استحکام کے لیے راہ ہموار فرمائی۔ آپؐ نے تجارت و صنعت و حرفت کی خوب ترغیب دی۔ چنانچہ آپؐ نے صنعت و حرفت کو پاک ترین روزی اور تجارت کو بہترین معاش قرار دیا۔(۲۶) آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص تجارت کرتا ہے' اس کے یہاں خیر و برکت اور رفاہیت پیدا ہوتی ہے۔(۲۷)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی ترقی و اصلاح کے لیے عملی اقدامات بھی فرمائے۔ آپؐ نے بازاروں اور منڈیوں پر چند افراد کی اجارہ داری کا سدباب فرمایا۔ اس سلسلے میں آپؐ نے **بیع الحاضر للبادی** سے منع فرمایا۔(۲۸) آپؐ نے غیر قانونی معاشی اجارہ داری حاصل کرنے والی قوموں کے خلاف عملی اقدامات فرمائے۔(۲۹) آپؐ نے تجارتی بدعنوانیوں کی روک تھام کے لیے مختلف افراد کو بازاروں پر نگران مقرر فرمایا۔(۳۱) آپؐ نے ذرائع نقل و حمل کو آسان بنایا۔ اس سلسلے میں معاہدات فرمائے اور ذرائع نقل و حمل میں مشکلات ڈالنے والوں کے خلاف کارروائی کی۔(۳۲) نبیؐ کے ان اقدامات کا یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمانوں نے تجارتی میدان میں خوب ترقی کی اور اس طرح اسلامی ریاست کی معیشت مستحکم ہوئی۔(۳۳)

حکومت کو چاہیے کہ تجارتی بدعنوانیوں' شخصی و گروہی اجارہ داریوں اور بلیک مارکیٹنگ کا سختی سے سدباب کرے۔ علاوہ ازیں سٹہ بازی کے طریق کار کو ختم کرنا چاہیے جس نے باقاعدہ ایک صنعت کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس کی وجہ سے مال کے ذخیروں پر بازار میں آنے سے قبل ہی درجنوں سودے ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ

ہوتا ہے کہ بازار میں مال پہنچنے سے قبل ہی اس کے داموں میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح چھوٹے تاجروں اور عوام کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ نبی اکرمؐ نے بھی اس طریق کار کی ممانعت فرمائی ہے۔(۳۴) حکومت کو چاہیے کہ سٹاک مارکیٹ میں سٹہ بازی کی ممانعت کرے اور حصص کی حقیقی خرید و فروخت کی اجازت دے۔

بین الاقوامی تجارت کے فروغ کے لیے جو معاہدے کیے جائیں، ملکی مفاد کو پیش نظر رکھ کر کیے جائیں اور ان کو قائم رکھا جائے۔ اس سلسلے کے استحکام کے لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ اہم سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر تجارتی معاہدے کرے تاکہ دوسری سیاسی پارٹی برسر اقتدار آکر معاہدے کو یکسر ختم نہ کردے۔ کیونکہ ایسی صورت حال میں ملک کی تجارتی ساکھ کو سخت دھچکا لگتا ہے۔

زرعی ترقی: انسانی تہذیبوں کا ابتدا ہی سے زراعت کے ساتھ واسطہ رہا ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ جو قوم یا ملک زرعی اعتبار سے خود کفیل ہیں، وہی معاشی ترقی کی راہ پر گامزن بھی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زراعت کے تمام شعبوں کی ترقی کے لیے خصوصی اقدامات فرمائے۔ اسلامی ریاست کے قیام کے بعد جلد ہی آپؐ نے مدینہ کی بنجر اور افتادہ اراضی کو سرکاری تحویل میں لے لیا۔ بے کار زمینوں کو آباد کرنے کے لیے، آپؐ نے مختلف اقدامات فرمائے۔ ضرورت مند لوگوں کو زمینیں الاٹ کیں تاکہ وہ انھیں آباد کریں۔(۳۵) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مردہ زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ملکیت ہے۔(۳۶) آپؐ نے بے کار زمینوں کو آباد کرانے کے لیے جو اقدامات کیے، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کام کے لیے باقاعدہ تحریک چلائی گئی۔(۳۷)

۱- پاکستان میں جابجا ہزاروں ایکڑ اراضی غیر آباد پڑی ہے۔ ان زمینوں کو سرکاری تحویل میں لے کر اور ملکیت کا فطری محرک دے کر، انھیں غریب ہاریوں اور کاشتکاروں کو دیا جائے۔ اس طرح ملک میں زرعی خود کفالت کی طرف انقلابی ترقی ممکن ہو سکتی ہے۔ اس آباد کاری کے سلسلے میں کچھ مدت متعین کر دی جائے تاکہ اس مدت کے اندر زمین آباد نہ کرنے والوں سے اراضی واپس لے کر دوسروں میں تقسیم کر دی جائے۔ اس ضمن میں ہمارے سامنے حضرت عمرؓ کی مثالیں کارآمد ہیں۔ آپؓ نے تین سال کی مدت میں زمینیں آباد نہ کرنے والوں سے زمینیں واپس لے لی تھیں۔(۳۸)

۲- حکومت کو چاہیے کہ زرعی پیداوار کی نگرانی کرے اور اسے زیادہ واسطوں سے مارکیٹ میں پہنچنے سے روکنے کے لیے اقدامات کرے۔ کاشتکاروں کے لیے مقامی سطح پر بازار لگائے جائیں جہاں وہ اپنی پیداوار کے براہ راست بڑے سودے بھی کر سکیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زراعت کے ایک دوسرے اہم شعبے یعنی حیوانات کی پرورش کے لیے بھی خصوصی اقدامات فرمائے۔ آپؐ نے خود بھی اس شعبے میں دلچسپی لی اور جانور پالے۔ مدینہ میں آپؐ

کے پاس کئی دودھ دینے والی اونٹنیاں اور بکریاں تھیں جن پر آپؐ کے اہل خانہ گزر بسر کرتے تھے۔(۳۷) علاوہ ازیں آپؐ نے اس ضمن میں دوسروں کو بھی ترغیب دی، مثلاً آپؐ نے فرمایا: "جن لوگوں کے ہاں بکری ہے ان کے ہاں برکت ہے"۔(۳۸) اس سلسلے کی ترقی کے لیے آپؐ نے چراگاہوں کی خصوصی حفاظت کا اہتمام فرمایا اور نئی چراگاہوں کو آباد کرنے کی ترغیب دی۔(۴۱) اس کے علاوہ آپؐ نے حمیٰ (چراگاہ) کے درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا۔(۴۲)

۱- پاکستان ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود زراعت میں بہت پس ماندہ ہے۔ ملک میں زرعی اجناس کی قلت رہتی ہے حتیٰ کہ ملکی سرمایے کے دو ارب ڈالر ہر سال بیرونی ممالک سے زرعی اجناس درآمد کرنے میں خرچ ہو جاتے ہیں۔ زرعی شعبوں میں نبی اکرمؐ کے اقدامات سے استفادہ کیا جائے۔ اس شعبے کو صحیح خطوط پر ترقی دی جائے تو ملکی معیشت خاصی مستحکم ہو سکتی ہے۔

۲- باصلاحیت نوجوانوں کو قدرتی صنعتوں کے فروغ کے لیے بلاسود قرضے فراہم کیے جائیں۔ سرکاری سطح پر چراگاہوں اور جنگلات کی صحیح حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ کچے کے علاقوں میں جانور پالنے والوں اور دیگر قدرتی صنعتوں کو فروغ دینے والوں پر سے ٹیکس ختم کیے جائیں اور انھیں مزید مراعات دی جائیں۔ اس سلسلے کو ترقی دینے کے لیے میڈیا کے ذریعے اسلامی تعلیمات کے حوالے سے رغبت دلائی جائے۔ ان اقدامات سے ایک طرف بے روزگاری کی شرح میں کمی ہو گی تو دوسری طرف ملک زرعی آمدنی میں خود کفیل ہو جائے گا اور یہ معاشی استحکام کے لیے اہم پیش رفت ہو گی۔

کفالت عامہ: معاشی میدان میں یہ شعبہ خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس شعبے کے تحت معاشرے میں معاشی عدم توازن کا آسانی سے خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ کفالت عامہ کے لیے نبی کریمؐ کے دور میں تین بنیادی اہمیت کے شعبے تھے: (۱) زکوٰۃ، (۲) بیت المال، (۳) عطیات۔

زکوٰۃ: زکوٰۃ کا اہم مقصد یہ ہے کہ صاحب حیثیت لوگوں سے مال لے کر غربا اور معذورین کی کفالت کی جائے۔

حکومت کو چاہیے کہ زکوٰۃ کے نظام کو صحیح معنوں میں نافذ کرے اور اس کے ذریعے غریبوں، یتیموں، معذروں اور دیگر حاجت مند افراد کی مکمل کفالت کا بندوبست کرے۔

بیت المال: کفالت عامہ کے بندوبست اور دیگر رفاہی امور کی بجا آوری کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال کی بنیاد رکھی اور حضرت عمرؓ نے اس نظام کو بہت زیادہ ترقی دی۔(۴۳) مختلف ذرائع سے حاصل شدہ رقوم اور اموال بیت المال میں جمع کیے جاتے تھے۔

موجودہ دور میں کفالت عامہ کے لیے بیت المال اور اس قسم کے دیگر ادارے قائم کر کے انھیں صحیح نہج پر چلایا

جائے تو ایک طرف غربت و افلاس کا قلع قمع ہو گا تو دوسری طرف تقسیم دولت میں بہت حد تک توازن پیدا ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں بے روزگاری میں بھی کافی حد تک کمی ہو گی۔

عطیات: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کفالت عامہ اور قومی مقاصد کے حل کے لیے سب سے زیادہ آمدن عطیات کے ذریعے حاصل ہوتی تھی۔ اسلامی ریاست کو درپیش اکثر مسائل کا حل عطیات سے ہوتا تھا۔ تعلیم و تعلم کا بیشتر سلسلہ بھی عطیات سے چلایا جاتا تھا۔(۴۴) انفرادی اور اجتماعی مسائل کے حل کے لیے عطیات بہت کارآمد ثابت ہوتے تھے' مثلاً حضرت عثمان غنیؓ کے عطیے پر مدینہ میں میٹھے پانی کا انتظام کیا گیا۔(۴۵) انصار مدینہ نے مہاجرین کی امداد کے لیے اپنی زمینیں اور بہت عطیات کی شکل میں دیے(۴۶)۔ اکثر و بیشتر ہنگامی حالات میں عطیات سے کام چلایا جاتا تھا' مثلاً ہوازن کے چھ ہزار قیدیوں کے لیے کپڑے مسلمانوں کے عطیات کے ذریعے فراہم کیے گئے۔(۴۷) غزوۂ خیبر کے دوران عطیات سے امداد حاصل کی گئی۔ علاوہ ازیں غزوات کا اکثر خرچ عطیات کے ذریعے ہی پورا کیا جاتا تھا۔(۴۸)

موجودہ دور میں زکوٰۃ' بیت المال اور دیگر عطیات کے ذریعے بے روزگاروں کی امداد و معاونت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے تو اس سنگین مسئلے کی طرف خاصی پیش رفت ممکن ہے۔ تجارتی ترقی کے لیے بیت المال سے قرض دینے کی مثالیں بھی موجود ہیں۔(۴۹) علاوہ ازیں ان رفاہی اداروں کو ملک سے قرض اتارنے کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بیت المال اور دیگر عطیات کا جائز اور صحیح استعمال کیا جائے تو ان شعبوں میں بہت زیادہ رقم جمع ہونا کوئی غیر متوقع بات نہیں ہو گی۔

داخلی و خارجی امن و استحکام: ملکی ترقی و استحکام کے لیے یہ ضروری ہے کہ ملک داخلی و خارجی خطرات سے محفوظ ہو۔ جہاں داخلی و خارجی امن کو مسئلہ درپیش ہو' وہاں خوش حالی و ترقی کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

داخلی استحکام کے لیے دو چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں: (۱) امن و امان کا قیام' (۲) اداروں کا درست ہونا۔

(۱) امن و امان کا قیام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھتے ہی داخلی امن کی طرف توجہ فرمائی۔ قوموں کے حقوق و فرائض متعین فرمائے۔ فساد پھیلانے والوں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی فرمائی۔(۵۰)

(۲) اداروں کی درستگی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست میں قائم کردہ تمام شعبوں کے استحکام کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ زکوٰۃ کا ادارہ ہو یا بیت المال کا' احتساب کا معاملہ ہو یا عدل و انصاف کی فراہمی کا' ہر ادارے کو صحیح اور درست سمت میں چلانے اور خدمت خلق کے راستے پر لانے کا اہتمام فرمایا۔

(۵۱) انتظامی معاملات حل کرنے والے اداروں میں عموماً نبی کریمؐ مقامی آدمیوں کے تقرر کو بہت اہمیت دیتے تھے۔(۵۲) اس لیے کہ مقامی افراد اپنی جگہ کے حالات و مسائل سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں علاقے سے جذباتی لگاؤ اور سماجی دباؤ کے تحت صحیح کام کرتے ہیں۔

۱- حکومت کو چاہیے کہ داخلی امن و امان کی بحالی کے لیے ہر ممکنہ اقدامات کرے۔ اداروں کے صحیح استحکام کے لیے نظام احتساب کو درست کیے بغیر چارۂ کار نہیں۔ مقامی سطح کے انتظامی اداروں میں اکثر مقامی لوگوں کو کام کرنے کا موقع دیا جائے۔

۲- داخلی امن و سکون کی بحالی کے لیے سماجی اقدامات بھی ضروری ہیں۔ اس ضمن میں محلّہ وار کمیٹیاں بنائی جائیں، جن میں اچھی شہرت رکھنے والے پڑھے لکھے ایسے دیانت دار افراد کو رکھا جائے، جن کے دل خدمت خلق اور خوف خدا سے معمور ہوں"۔(۵۳)

خارجی امن و استحکام: ریاست کے داخلی استحکام کو بحال رکھنے کے ساتھ ساتھ بیرونی خطرات سے مدافعت کا انتظام بھی ضروری ہے۔ بیرونی خطرات سے نمٹنے اور جنگ کے امکانات کو کم کرنے کا ایک عام طریقہ یہ ہے کہ فنون حرب میں اتنی ترقی کی جائے کہ دشمن کو حملہ کرنے کی ہمت ہی نہ ہو۔(۵۴) نبیؐ نے جدید ترین ہتھیار حاصل کیے اور استعمال بھی فرمائے۔(۵۵) علاوہ ازیں آپؐ نے فنون حرب کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ اس ضمن میں آپؐ نے ان کھیلوں اور ورزشوں کی حوصلہ افزائی فرمائی جو جنگ کے لیے مفید ہو سکتے ہیں، مثلاً نیزہ بازی، تیراندازی، گھوڑ دوڑ اور تیراکی وغیرہ۔(۵۶) آپؐ نے مخالفین کی دشمنانہ سرگرمیوں کی اطلاع حاصل کرنے کے لیے جاسوسی کا صحیح انتظام فرما رکھا تھا۔(۵۷) خارجی امن و استحکام کے سلسلے کی ایک اہم کڑی آنحضرتؐ کے وہ معاہدے تھے جو آپؐ نے اسلامی ریاست کے قیام کے فوراً بعد کیے۔ دشمن کی ریشہ دوانیوں سے بچنے کے لیے نبی اکرمؐ نے مدینہ کے اطراف میں اہم قبائل سے امن معاہدات کیے۔ یہ معاہدات اسلامی ریاست کے خارجی استحکام میں بہت ہی کارگر ثابت ہوئے۔(۵۸)

۱- دفاعی سلامتی کے لیے حکومت کو جدید ترین ہتھیار نہ صرف حاصل کرنے چاہییں بلکہ ان کا ملک کے اندر بھی تیار کرنا ضروری ہے۔

۲- ملکی خفیہ سروس کو سیاسی اثرات سے بچا کر پیشہ ورانہ مقاصد کے لیے فعال بنایا جائے۔

۳- ہمسایہ ممالک خصوصاً اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات انتہائی بہتر بنائے جائیں۔ اس ضمن میں ملک کی غیر مستحکم پالیسیوں کو استحکام دیا جائے تاکہ سیاسی جماعتوں کی تبدیلی کے ساتھ خارجہ پالیسی میں ردوبدل نہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمارے لیے بہترین معیار ہے۔ انفرادی زندگی گزارنے کا سوال ہو یا اجتماعی فلاح و ترقی کی منزلیں مقصود ہوں، ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

سیرت طیبہ ہی اسوہ حسنہ ہے۔

حواشی

۱- البقرہ ۲ : ۱۷۷، ۱۸۸۔ النساء ۴ : ۱۰، ۲۹، ۳۶۔ المائدہ ۵ : ۳۳۔ الاسراء ۱۰۰ : ۲۶، ۲۷۔ الھمزہ ۱۰۴ : ۱ تا ۴۔

۲- النساء ۴ : ۵۴۔ آل عمران ۳ : ۱۱۴۔ یوسف ۱۲ : ۹۲۔ الانبیاء ۲۱ : ۱۰۷۔ الکھف ۱۸ : ۲۲ تا ۳۰۔ الحشر ۵۹ : ۱۴

۳- مشکوٰۃ المصابیح: باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، طبع لاہور، ص ۴۴۷۔

۴- سنن ابی داؤد: ج ۲، ص ۶۲۰

۵- صحیح مسلم: باب تحریمہ ظلم المسلم وخذلہ

۶- مثالوں کے لیے ملاحظہ ہو۔ ابن سعد : الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت ۱۴۰۵ھ، ج ۲، ص ۱۶۵، ۲۱۵، ۳۳۵، ۳۵۰۔ بلاذری انساب الاشراف، دارالمعارف، مصر، ص ۲۴۳ پر اسد بن زرارہ کی مثال نیز ملاحظہ ہو الکتانی التراتیب الاداریۃ، احیاء التراث العربی بیروت، ج ۱، ص ۱۱۷، ۱۱۸۔

۷- مسلمانوں اور غیر مسلموں کے حقوق کے لیے ملاحظہ ہو، دستور نبوی ابن ہشام : السیرۃ النبویہ، طبع مصر، ج ۱، ص ۵۰۱ تا ۵۰۴۔ نیز ملاحظہ ہو ڈاکٹر محمد حمید اللہ : مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ و ثیقہ نمبر۱۔ غیر مسلموں کے حقوق کے لیے ملاحظہ ہو نبیؐ کا مکتوب بطرف نجران ابو یوسف 'کتاب الخراج' طبع بولاق، ص ۷۸ تا ۷۹، نیز مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ و ثیقہ نمبر۱۵، ۱۰۵، ۱۰۹۔

۸- ملاحظہ ہو دستور مدینہ --- مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ، وثیقہ نمبر۱۔

۹- مثالوں کے لیے ملاحظہ ہو نبیؐ کا خط، قبیلہ بنوطے کے نام، قبیلہ بنو اسد کے نام جس میں ان کو سختی سے تاکید کی گئی کہ فلاں فلاں علاقے بنوطے کے ہیں، ان میں قطعاً تصرف نہ کیا جائے۔ نیز نبیؐ کا مکتوب برائے اہل "ایلہ" جس میں سختی سے تاکید کی گئی کہ مقناء والوں کو ان کے اپنے علاقوں میں آباد کیا جائے اور ان کے علاقے سے تصرف ختم کیا جائے۔ ملاحظہ ہو بالترتیب مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ و ثیقہ نمبر۱۹۳، ۱۹۴، ۲۰۲۔ بلاذری فتوح البلدان، طبع لیڈن، ۱۸۶۶، ص ۶۰

۱۰- نبوی اصول کے لیے ملاحظہ ہو بنو مخزوم کی فاطمہ نامی عورت کا واقعہ صحیح البخاری 'کتاب الحدود باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحدود۔ والذی نفس محمد بیدہ لوان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا (اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا)۔

۱۱- النساء ۴ : ۱۳۵۔ ۱۲- السرخسی 'المبسوط' ج ۱۶، ص ۵۹۔

۱۳- مصنف عبدالرزاق، طبع بیروت ۱۹۷۲، ج ۹، ص ۴۶۹۔

۱۴- کنز العمال، طبع بیروت، ص ۶۶۳، پھر مزید مثالوں کے لیے ملاحظہ ہو، ج ۱۲، ص ۶۵۹، ج ۱۳، ص ۸۳۔

۱۵- سنن ابوداؤد، طبع مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۱۶ھ، ج ۲، ص ۱۵۴، ۲۶۲، ۲۹۴۔

۱۶- الشوریٰ: ۱۵، المائدہ ۵ : ۴۳۔ ۱۷- دستور پاکستان فاروق اختر نجیب، ص ۴۵۳۔

۱۸- النساء ۴ : ۱۰۵، المائدہ ۵ : ۴۴، ۴۵، ۴۷۔ ۱۹- طٰہٰ ۲۰ : ۱۱۸، ۱۱۹۔

۲۰- مشکوٰۃ المصابیح، باب الاستعاذہ۔

۲۱- مدینہ کے بازاروں میں اکثر یہود کا راج تھا۔ یہودی تاجر ابو رافع کو پورے حجاز کے تاجر کا لقب دیا گیا تھا۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابو رافع، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۱۳۸۱ھ، ج ۲، ص ۵۷۷۔

۲۲- ملاحظہ ہو عبدالرحمٰن بن عوف کی تجارت کی مثال، بخاری: ج ۱، ص ۵۶۱۔ مزید مثالوں کے لیے ملاحظہ ہو مسند احمد: ج ۱، ص ۶۲، ج ۳، ص ۳۴۷، ابن سعد: ج ۲، ص ۵۹، ۶۰، ج ۳، ص ۱۳۰۔

۲۳- ابن سعد: ج ۲، ص ۸، ۱۰، بلاذری فتوح البلدان، ص ۲۸۷۔

۲۴- الجمعہ ۶۲: ۱۰۔ ۲۵- کتاب المزارعۃ، ج ۱، ص ۳۱۳ نیز کتاب المساقاۃ، ج ۱، ص ۳۲۰۔

۲۶- مشکوۃ المصابیح: کتاب البیوع، باب الکسب۔

۲۷- کنز العمال: الفصل الثالث فی انواع الکسب وادابہ۔

۲۸- اس طرح شہر کے افراد دیہات سے سستے داموں اشیا خرید کر انتہائی مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں۔ صحیح مسلم: کتاب البیوع۔

۲۹- نبیؐ کو جب پتا چلا کہ عرب کے تجارتی قافلوں کی راہ میں دومۃ الجندل والے رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں تو آپؐ نے اس سرحدی علاقے کی طرف مہم بھیجی اور اس سلسلے کو ختم کرایا۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۶۲ نیز مسعودی: التنبیہ والاشراف، دار صعب بیروت، ص ۲۱۵۔

۳۰- صحیح مسلم: کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، مستدرک حاکم: ج ۲، ص ۱۲۔

۳۱- اسد الغابہ: ج ۳، ص ۶۔ الکتانی: التراتیب الاداریہ، ج ۱، ص ۲۴۱، ۲۸۷ نیز ملاحظہ ہو الاصابہ: ج ۲، ص ۷۴، سیرۃ الحلبیۃ: ج ۳، ص ۴۲۴۔

۳۲- ملاحظہ ہو حوالہ نمبر ۲۹۔

۳۳- بخاری: ج ۱، ص ۵۶۱، مسند احمد: ۱/۶۲، ۳/۳۴۷، ابن سعد: ج ۳، ص ۱۳۰، ۱۶۰۔

۳۴- مشکوٰۃ المصابیح: باب النھی عنھا من البیوع۔

۳۵- کتاب الاموال، ابو عبید ۲۷۸

۳۶- مردہ زمین سے مراد وہ زمین ہے جو زراعت کے قابل ہو اور نہ ہی تعمیر کے۔ سیم و تھور والی زمینیں بھی اسی ضمن میں شامل ہیں۔ ابو یوسف: کتاب الخراج، ص ۶۵، ۷۶۔ سیوہاروی: اسلام کا اقتصادی نظام، ص ۲۲۷۔

۳۷- ابوداؤد، ج ۲، ص ۸۱، ۸۲۔ ابو یوسف: ص ۶۵۔

۳۸- ابویوسف: ۶۱، بیہقی: ج ۶، ص ۱۴۹۔

۳۹- بخاری: کتاب الاجارہ، طبری: ۲/۴۲۱، ۴۲۳۔

۴۰- ابن سعد: ج ۲، ص ۲۸۱۔

۴۱- ابن ماجہ: باب المزارعۃ، ص ۱۸۰، ابوداؤد: ج ۲، ص ۸۳، ابویوسف: کتاب الخراج، ص ۱۲۴۔

۴۲- مسلم: ج ۲، کتاب المساقاۃ والمزارعہ، ابو یوسف، ص ۱۲۴، بلاذری: فتوح البلدان، طبع قاہرہ، ص ۴۔

۴۳- زاد المعاد: ابن قیم، ج ۱، ص ۲۲۔ نیز خطبات بھاولپور ڈاکٹر حمید اللہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، ص ۱۸۳۔

۴۴- خطبات بھاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، ص ۲۶۹ تا ۲۷۱۔

۴۵- بلاذری : النساب الاشراف، قاہرہ ۱۹۵۹، ج ۱، ص ۵۳۴، مزید تفصیل کے لیے الکتانی : ج ۱، ملاحظہ ہو وقف کا بیان۔

۴۶- بخاری : باب بنیان الکعبۃ، ج ۱، ص ۵۶۱، نیز یاقوت : المعجم البلدان، دار صادر بیروت، ج ۵، ص ۸۶، ابن سعد : ج ۱، ص ۲۳۸۔

۴۷- واقدی : المغازی، ص ۹۵۴۔ ۴۸- ایضاً ص ۴۵۲، ۵۰۰، ۵۴۷۔

۴۹- موطا امام مالک : کتاب القراض، ابن سعد : ج ۳، ص ۲۷۸۔

۵۰- ملاحظہ ہو دستور نبویؐ، مجموعہ الوثائق السیاسیۃ، وثیقہ نمبر ۱، نیز ابن ہشام : ج ۲، ص ۴۷، ۴۹، ۳۲۸، ۳۳۱۔

۵۱- اداروں کے استحکام و درستی کے لیے آپؐ احتساب فرماتے تھے۔ ابوداؤد : کتاب القضا، باب فی طلب القضاء والتسرع الیہ، ج ۲، ص ۱۴۸، صحیح البخاری : کتاب الزکوٰۃ، باب قول اللہ والعاملین علیہا ومحاسبۃ المصدقین، ج ۱، ص ۲۰۳، کنز العمال : طبع بیروت، ج ۱۲، ص ۶۵۹۔

۵۲- بلاذری : انساب والاشراف، ص ۵۳۰، ۵۳۱، ابن سعد : ج ۱، ص ۳۰۰، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۵۵، التراتیب الاداریۃ : طبع بیروت، ج ۱، ص ۲۴۲، ۳۹۶، ۳۹۸۔

۵۳- اسی سے ملتا جلتا ایک نظام عہد نبویؐ اور عہد فاروقیؓ میں "عرافہ" اور "نقابہ" کے اداروں کی شکل میں موجود تھا جو داخلی امن و استحکام کے لیے انتہائی کار آمد ثابت ہوا۔ ابن حجر : فتح الباری، ج ۳، ص ۱۶۹، دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، ابن ہشام : ج ۱، ص ۴۴۳، طبری : تاریخ الرسل والملوک، دار المعارف قاہرہ، ج ۳، ص ۴۸۸۔ عہد نبویؐ کے عرفاء کی ذمہ داریوں کے لیے ملاحظہ ہو۔ صحیح البخاری : باب العرفاء الناس، ج ۲، ص ۱۰۶۴۔

۵۴- الانفال ۸ : ۶۰۔

۵۵- السہیلی : الروض الانف، فضل ذکر تعلیم اہل الطائف، المقریزی : امتاع الاسماء ص ۴۱۸، مطبع التالیف ۱۹۴۱۔

۵۶- خطبات بہاولپور : ۲۴۲۔

۵۷- التراتیب الاداریۃ : ج ۱، ص ۲۹۲، ۲۹۳، ۳۶۱۔ طبع رباط۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ قبیلہ بنو خزاعہ آپؐ کے لیے جاسوسی بھی کرتا تھا۔ السیرۃ النبویۃ : ج ۲، ص ۳۱۲، طبع مصر۔ شامی میں ہے کہ غزوۂ خندق کے محاصرے میں قریش کی مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریوں کی اطلاع بھی بنو خزاعہ نے نبیؐ تک پہنچائی تھی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص ۲۸۹، دارالاشاعت، کراچی ۱۹۸۰۔

۵۸- ملاحظہ ہو اہم قبائل مثلاً بنو ضمرہ، بنو مدلج، بنو غفار، بنو اسلم، بنو جہینہ، مزینہ، بنو اشجع، بنو کلب اور بنو خزاعہ کے ساتھ معاہدات نبویؐ۔ ابن ہشام : ج ۲، ص ۳۱۸، ابن سعد : ج ۱، ص ۲۷۱۔ ج ۲، ص ۸، ۱۰، ۶۲۔ ابن حبیب، المجد، ص ۱۱۱، طبع سعودی عرب۔